

روزنامہ

ایڈیٹر

ڈاکٹر ذکیہ

The Daily ALFAZL

RABWAH

پہلی

جلد ۱۸ | ۲۸ جولائی ۱۹۶۲ء | ۱۳۸۲ھ | ۲۸ جولائی ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۷۴

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایذا اللہ تعالیٰ

## کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر ذکیہ صاحب

لاہور ۲۷ جولائی بوقت ۸ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اچھی رہی لیکن شام کو بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ رات کو دوانی کے باوجود بھی نیند اچھی طرح نہیں آئی۔

حضور نے پریسوں اور کئی تعلیمی کلاس کے طلباء اور بعض دیگر دوستوں کو ۸۵ اجاب کو شرف زیارت

بخشا۔ اجاب جماعت خاص توجہ اور

التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ اکرم

اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و کاملہ

عطا فرمائے آمین اللہم آمین

## ششماہی جائزہ

اصول لاہور۔ شیخ پورہ۔ گوبراؤ اہل اور منگل کی مجالس انصار اللہ کو نیز روہ کے جملہ حلقہ جات کو ششماہی وصولی بھجال بحث کا حساب بھجا دیا گیا ہے۔ پہلے نصف سال میں بحث کا نصف حصہ پورہ پوریا چاہیے تھا۔ پھر اس حساب کو دیکھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فرض کو کب تک پورا کیا ہے۔ کبھی کو پورا کر کے عتقاد لاہور میں۔ جس کا اللہ تعالیٰ (دعا مال انصار اللہ شکر کرتا)

## ایک روپیہ لانا نقصان

کی آپ کو معلوم نہیں کہ وہ دوست جو وقت پدید کا دمہ لے کے پھر ادا نہیں کرتے۔ بچانے سلسلہ کو فائدہ پہنچانے کے اس پر وہ بھروسہ جلتے ہیں۔ ہر ایسے ناداروں وقت پدید کا تقریباً ایک روپیہ لانا نہ خرچ کرتے۔ (داظم اوشاد)

## لاہور کا موسم

لاہور ۲۷ جولائی۔ کل دن بھر مطلع جزوی طور پر ابر آلود رہا۔ شام کو گہرے بادل بھر آئے اور رات بھر وقفہ وقفہ سے خاصی تیز بارش ہوتی رہی۔ آج صبح بھی مطلع ابر آلود ہے۔

## ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### ہم ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں

ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی نے فرمایا ہے وہ سب حق ہے

درجین پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن مجید کو پختہ ماننا حکم ہے ہم اس کو پختہ مان رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسینا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جیسا حدیث اور قرآن میں سپرد ابو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں، لہذا تصویب میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور شہداء جہاد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک خرافات اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم انہی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر ہمیں اور تمام انبیاء اور تمام کتب میں جن کی پیمانی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لادیں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام خرافات کو خرافات سمجھ کر اور تمام نہیات کو نہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقاد دی اور عملی طور پر انجام دیا تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان و زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور حیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس سے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا لہنہ اللہ علی الکاذبین والمفتدین۔

(ایام المسلمین ۸۶-۸۷)

روزنامہ الفضل ریلوے  
مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۶۳ء

# ”وہابی مولوی محمد معین احمد مسند جہاد“

مولوی محمد لطیف صاحب نے جو وہابیوں  
ہیں بڑے پائے کے عالم و فاضل شمار ہوتے ہیں  
اپنے ایک خطبہ میں کہا ہے :-  
”سچائی کی حمایت ہر ممکن حد تک  
زور رکھنا بیابان جہاد اور مخصوص ذمہ داری  
ہے۔ یہ وہاں فریق ہے جس سے مزہ نہیں  
موٹا جا سکتا۔ جہاد لڑائی کا نام ہے نہیں  
تصبیحت کی بات کہہ دینا بھی جہاد ہے اور  
حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک میران  
مسلک موجود رہا ہے۔“

قوموں نے دنیا سے عمل میں کیا کیا جو ہر  
دکھائے اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے  
گنہ گس نے اپنی زندگیاں وقف کیں ؟  
مرنے کے بعد اس پر غور کیا جائے گا۔ جہاد  
کی بڑی ہوگی۔ کون مخلص اور نیک نیت تھا  
اور کون بد نیت ؟ سب ٹھیک رسالے سے آجائیں  
اور ان کی طرح اللہ کے سامنے جا ہوں۔۔۔  
پھر مہینہ ہوگا۔ اسی سے پوچھا جائے گا کہ  
تھے نئی نعمتیں دیں تو نہ کیا کیا ؟ جواب  
دے گا باری کونسا ہے انہیں نے تیری راہ میں  
لڑا اور جان و سدی۔ جواب ملے گا کذب  
و تکذب فاقالت لان بقال انک جزئی  
فقد خیل (بخاری) تو نے جھوٹ بولا۔  
تو نے اس لئے لڑائی کی کہ کہا بد رکھلاؤ۔  
پس تمہیں بہاؤ دیا گیا“

(الاعتقاد لاہور ۱۹۶۳ء ص ۲۱)  
اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آخر یہاں  
عالم و فاضل اہل علم حضرات بھی ”جہاد“ کے وہ  
معنی سمجھنے لگے ہیں جو سیدنا حضرت سید محمد  
علیہ السلام ہار بار ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے  
رہے مگر انہوں نے ہمیشہ ”پ“ کا ”منسک جہاد“  
قرار دے کر لوگوں کو یہ کہہ کر اشتعال دلانے  
چلے آئے ہیں کہ ”مرزا“ (علیہ السلام) نے خود ہاتھ  
جہاد کو منسوخ فرما دیا ہے۔ اور لطف یہ  
ہے کہ ان وہابی علماء نے جنہوں نے انگریزوں  
کی اطلاع کے بڑے بڑے وزیر پرکوشن پاس  
کئے سیدنا حضرت سید محمد علیہ السلام کو ”جہاد“  
کے معنی میں کہا کہ ”جہاد سے انگریزوں کا دل  
گھٹنے نہ ہے۔ ان کے سامنے سیدنا حضرت سید محمد  
علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رینما کی ہیں اپنے  
زمانے کے مسلمانوں کی جہاد کے متعلق صحیح ترین

راہنمائی فرمائی ہے۔ ذیل میں ہم آپ کے ملاحظہ  
سے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں :-  
۱- ”نہر کے وقت حضور شریف لائے اور  
احباب کو شکر مایا کہ  
یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ یہ  
رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں اس لئے  
ہر ایک کو چاہیے کہ اس میں حصہ لے اور دینی  
ضرورتوں اور دینی کاموں میں دل و جان لگا  
کر دے !“ (مغزلات جلد چہارم ص ۱۹۶)  
۲- ”سیدنا زہراؑ حضرت اقدس سیدنا  
شہنشاہ بریلویہ گرجوتے۔ مولوی محمد علی صاحب  
سیا کوئی نے رخصت طلب کی اور عرض کیا کہ میں  
جا کر صرف چند روز ٹھہر رہوں گا پھر وہ وہ  
پھر کو بیجا بی تکم کے پیرا میں حضور کے رسول کی  
تسلیم اور انعام محبت کو دل کا حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے شکر مایا کہ  
یہ امت عہدہ کام ہے اور اس زمانہ کا  
یہی جہاد ہے جو لوگ بیجا بی سمجھتے ہیں آپ ان  
کے لئے بہت مفید کام کرتے ہیں“  
(ایضاً ص ۲۱۴)

۳- ”جو کہ وقت شکر مایا کہ  
رات تین بجے تک جاگتا رہا تو کیا یہاں  
اور بیرون صحیح ہوتے۔ مولوی عبدالکریم صاحب  
کی طبیعت علیہا تھی وہ بھی جاگتے رہے۔ وہ  
اس وقت تشریف نہیں لاسکیں گے۔ یہی ایک  
جہاد ہی تھا۔ رات کو ان کا جاگنے کا اتفاق  
تو ہوا کہتا ہے مگر کیا خوشی وہ وقت ہے  
جو خدا کے کام میں گزارے۔ ایک صحابی کا ذکر  
ہے کہ وہ جب مرنے لگے تو روتے تھے۔ ان  
سے پوچھا گیا کہ کیا موت کے خوف سے روتے  
ہو تو کہا موت کا کوئی خوف نہیں مگر یہ انکسوس  
ہے کہ یہ وقت جہاد کا نہیں ہے۔ جب یہ جہاد  
کیا کرتا تھا اگر اس وقت یہ موجود ہوتا تو کیا  
خوب تھا۔  
شکر مایا کہ  
میرے اعضاء تو بے شک ٹھک جاتے  
ہیں مگر دل نہیں ٹھکتا۔ وہ چاہتا ہے کہ کام  
کے جہاد !“ (ایضاً ص ۲۱۴)  
ہم نے یہ چند حوالے لکھ دیے تھے انہوں نے  
کے طور پر دئے ہیں۔ ان حوالوں میں سیدنا  
حضرت سید محمد علیہ السلام نے یہی شکر مایا ہے

کہ دین کے لئے جوش و خروش سے کام کرنا  
اور اپنی صحت کی بھی پروا نہ کرنا دراصل جہاد  
ہی ہے۔ آخری حوالہ میں جو ایک صحابی کا ذکر ہے  
اس سے ثابت ہے کہ آپ دو اہل میں ہونے والی  
لڑائیوں کو کہتی ہیں ان کو ”جہاد“  
ہی سمجھتے تھے اور تموار کا اس طرح کا جہاد بھی  
بھی مندرجہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب یہ مسلمانوں  
کو دین کے دفاع کے لئے نثار اٹھانی پڑے گی  
وہ جہاد ہی ہے۔ سیدنا حضرت سید محمد  
علیہ السلام نے اس کی بار بار ضمانت کی ہے۔  
اس کے باوجود سیدنا حضرت سید محمد  
علیہ السلام نے اس بات کی بھی بڑے زور سے  
تعمین فرمائی ہے کہ موجودہ زمانہ میں جہاد  
زمانہ میں جب کوئی قوم دین اسلام کو نشانے کے  
لئے نثار اٹھائی ہے اس کے لئے اس کے ہر فرد  
علمی اور پیمانہ طریقوں سے نذر تیار کرنے  
ہیں اور اس طرح اسلام کی بیخ و بن کو کھینچنا  
چاہئے ہیں۔ ایسے زمانہ میں حفاظت دین کے  
لئے نثار اٹھانے ضرورت نہیں بلکہ اپنی ہمتیا روں  
کے استعمال کی ضرورت ہے جو خلائق اسلام  
استعمال کرتے ہیں۔ اور محض تموار کے جہاد پر  
وہل چکنے اور تقریریں کرنے سے کوئی فائدہ  
حاصل نہیں بلکہ اس سے ایسا یہ نقصان ہے کہ  
غیر مسلم اسلام کو ایک وحشیوں کا دین سمجھنے لگتے  
ہیں۔

آپ نے جو کچھ اس بار سے ہیں فرمایا اپنی  
طرف سے نہیں بلکہ آپ نے قرآن و حدیث سے  
اس کے لئے دلائل پیش کئے مگر انکسوس ہے  
کہ یہ وہابی لوگ باوجود اس کے کہ انہوں نے  
خود بھی انگریزوں کے عہد میں کبھی تموار کا جہاد  
نہیں کیا اور نہ کر سکتے تھے سیدنا حضرت سید محمد  
علیہ السلام پر منسوخ جہاد کا الزام لگاتے  
چلے جاتے ہیں اور ان پر عوام کو احمدیوں  
کے خلاف اشتعال و لاکر ملک و قوم میں فتنہ  
فساد برپا کرانے پر تے رہتے ہیں سیدنا  
حضرت سید محمد علیہ السلام فرماتے ہیں :-  
”پھر جہاد کا ذکر ہوا تو آپ نے شکر مایا کہ  
اب تموار سے کام لینا تو اسلام پر نثار  
مارنا ہے اب تو دلوں کو مستح کرنے کا وقت ہے  
اور یہ بات جبر سے نہیں ہو سکتی۔ یہ اعتراض کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نثار اٹھائی  
بلکہ غلط ہے۔ تیرہ برس تک آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم اور صحابہ کرام صبر کرتے رہے پھر باوجود  
اس کے کہ دشمنوں کا تقاب کرتے تھے مگر صلح  
کے خواستگار ہوتے تھے کہ کسی طرح جنگ نہ ہو  
اور جو مشترک تو میں صلح اور امن کی خواستگار  
ہوئیں ان کو امن دیا جاتا اور صلح کی جاتی۔  
اسلام نے بڑے بڑے بیچوں سے اپنے آپ کو  
جنگ سے بچا ناپا ہے۔ جنگ کی بنیاد کو خود  
خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ جو کوئی یہ لوگ  
بہت منگول ہیں اور ان کو ہر طرح دکھ دیا گیا ہے

اس لئے اب اللہ تعالیٰ اجازت دیتا ہے کہ  
یہ بھی ان کے مقابلہ میں لڑیں۔ ورنہ اگر تعصب  
ہوتا تو یہ حکم پہنچا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ دین کی  
اشاعت کے واسطے جنگ کریں مگر ادھر حکم  
دیا کہ لا اٹھاکا فی الدین (یعنی دین میں  
کوئی زبردستی نہیں) اور ادھر جب غایت درجہ  
کی سختی اور ظلم مسلمانوں پر ہوتے تو پھر مقابلہ کا  
حکم دیا۔“ (ایضاً ص ۲۱۸)

ذیل میں ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں  
جس سے جہاد کے متعلق سیدنا حضرت سید محمد  
علیہ السلام کی صحیح پوزیشن واضح ہو جائے گی۔  
اور ہمیں یقین ہے کہ اگر وہاں ہوں اور دیکھ  
اہل علم حضرات کے دلوں میں ایمان کی راسخ  
ہوتی ہے اور وہ انصاف کو اسلامی اخلاق  
سمجھتے ہیں تو آئندہ الزام تراشی سے باز  
آئیں گے تاکہ ملک میں صحیح علمی تبصیر کا مذاق  
پیدا ہو جو کسی ملک کی حفاظت اور استحکام کے  
لئے نہایت ضروری ہے۔  
”سنت قبلہ اس طرح پر جاری رہی ہے  
اگر کوئی ناواقفیت ازبیش اعتراض کرے تو اسے  
موسلمان کے زمانہ اور جنگوں پر اعتراض کا موقع  
مل سکتا ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
مقابلہ میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی گئی۔ جو کچھ  
کے زمانہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ آج کل عقل  
کا زمانہ ہے اور اب یہ اعتراض کوئی وقت  
نہیں رکھ سکتے کیونکہ جب کوئی نہ اہب سے الگ  
ہر کو دیکھے گا تو اسے صاف نظر جائے گا کہ  
اسلامی جنگوں میں اولیٰ سے آخر تک وہ دفاعی  
رہا مگر مفسد ہے اور ہر قسم کی رعایتیں روا  
رکھی ہیں جو موسیٰ اور ایشور کی لڑائیوں میں  
نہیں ہیں۔ ایک آریہ کی کتاب میری نظر سے  
گزری اس نے موسیٰ لڑائیوں پر بڑے  
بڑے اعتراض کئے ہیں مگر اسلامی جنگوں  
پر اسے کوئی موقع نہیں ملا۔ مجھ سے جب کوئی  
آریہ یا ہندو اسلامی جنگوں کی نسبت دریافت  
کرتا ہے تو اسے میں ترمی اور ملاحظت سے یہی  
سمجھاتا ہوں کہ جو ہارے گئے وہ اپنی ہی غلطی  
سے ہارے گئے۔ جہاں کے مظالم کی انتہا ہو گئی  
تو آخراں کو منراد کی گئی اور ان کے حملوں  
کو روکا گیا۔  
مجھے پادریوں کے سمجھانے اور ان  
سے سمجھنے والوں پر سنت انکسوس ہے کہ وہ  
اپنے گھر میں موسیٰ کی لڑائیوں پر تو خود  
نہیں کرتے اور اسلامی جنگوں پر اعتراض  
منسوخ کر دیتے ہیں اور سمجھنے والے اپنی  
سادہ لوحی سے اسے مان لیتے ہیں۔ اگر خود  
کہا جاوے تو موسیٰ جنگوں کا اعتراض حضرت  
مسیحؑ پر بھی آتا ہے۔ کیونکہ وہ تو ریت کو مانتے  
تھے اور حضرت موسیٰ کو خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے  
اگر وہ ان جنگوں اور ان جنگوں اور عورتوں  
(باقی صفحہ ۱)

# ڈاکٹر بی گرام اور احمدی مبلغین

از مکرم نور محمد صاحب نسیم سیفی رئیس التسلیم مغربی افریقہ

قسط اول

خاک رجب سے مغربی افریقہ سے پاکستان واپس آئے بے متعدد اجاب نے ڈاکٹر بی گرام کے مغربی افریقہ کے دورے کے متعلق دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اور اس بات کی خواہش کی ہے کہ اس مشہور عالم عیسائی نژاد کو احمدی مبلغین کی طرف سے دیتے گئے پیلیج اور اس کے اثرات کی تفصیل سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ جن اجاب سے میری ملاقات ہوئی ہے اور جنہوں نے اس بارے میں پوچھا ہے۔ یقیناً ان کے علاوہ بھی بہت سے دوست ایسے ہوں گے جو اس تفصیل کو جاننے کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ ان تمام اجاب کی خواہش کے احترام میں مندرجہ ذیل چند سطحوں پر تحریر کر رہا ہوں۔

سب سے پہلے ۱۹۵۷ء کے ذمہ میں ڈاکٹر بی گرام کے افریقہ کے دورہ کی خبر نائیجیریا کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی ہمارے ایک احمدی دوست (A. S. ۱۹۵۷) (نکھہ ۱ نے ایک اخبار "ایٹھنٹک ٹائمز" کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

پہنی نے کاغذ ہوگا۔ اس خط کو شائع کرتے ہوئے اخبار کے ایڈیٹر نے یہ نوٹ بھی دیا۔ "ہمارا بھی خیال ہے کہ یہ بات بہت مفید ثابت ہوگی۔ لیکن وہ کونسا مذہبی عالم ہے۔ چاہے وہ کسی مذہب سے متعلق رکھتا ہو۔ جو کہ مناظرہ کی تاب لاسکے گا۔ اس خط اور نوٹ کے چھپنے کے بعد گاندھی نے ۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء کو اس اخبار کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

"مشر دانی لے صافی کی تجویز کہ ڈاکٹر بی گرام اور مسلمان مذہبی لیڈروں کے درمیان مناظرہ کا انتظام ہی ہونا چاہیے ایک نہایت اچھی تجویز ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ یہ کیوں خیال کرتے ہیں کہ کوئی مذہبی لیڈر بھی ایسا نہ ہوگا۔ کہ جو یہاں مناظرہ کی تاب لاسکے۔ اگر ہم فی الحقیقت اپنے مذہب کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ تو ہمیں چاہئے کہ جہاد میں بھی اس کے حلقہ میں طرح لگتے ہو تو نہیں۔ جو طرح کہ سچی طور پر اس مناظرہ کی ہے؟ ہمیں اپنے مذہب کی غیماں بیان کرنی چوتی ہے۔ اور شاید دوسرے مذاہب کی

بعض خامیوں کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ البتہ اگر لفظ مناظرہ سے بعض لوگ گھبراتے ہیں تو ہم اس بات کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر گرام نائیجیریا میں تو ہم ان کی باتیں سننا چاہیں گے۔ اور ان کی باتیں سننے کے بعد ہم بھی ان سے کچھ کہنا چاہیں گے اور اس طرح باہمی گفتگو کا یہ سلسلہ کچھ روز تک جاری رکھ سکیں گے۔

جہاں باتیں کر کے اس کا نام مناظرہ نہ رکھئے آپ کے اخبار کے ذریعہ میں اپنے آپ کو اس کام کے لئے اچھی مملکتوں کی طرف سے پیش کرنا ہوں۔ شاید مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس طرح دونوں طرفین بقاعدہ کبھی کسی نہ کسی جماعت کی تائید نہ ہوگی۔ کیونکہ ڈاکٹر گرام کو مسیحیت کو تسلیم کرنا یا نائیجیریا جو کہ ایک بہت بڑی تنظیم کے بے نمائندہ ہوں گے۔ اور مجھے سارے مغربی افریقہ کے احمدی مملکتوں کی نمائندگی کا حق حاصل ہے۔

اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب نے لکھا۔

"سیفی صاحب! ہم نے آپ کی مناظرہ اہمیت کو نظر انداز ہی کر دیا تھا۔ لیکن اب چونکہ آپ نے کھلم کھلا اس خواہش کا اظہار کیا ہے

اس لئے ہماری بھی خواہش ہے کہ آپ اور ڈاکٹر گرام ہم باری باری ایک دوسرے کو مخاطب کریں لیکن اس خبر کی اہمیت اتنا ہے کچھ زیادہ ثابت نہ ہوئی۔ اور ڈاکٹر سی بی گرام دورہ پر نہ آئے۔

یہاں یہ بات مختصراً عرض کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ ۱۹۵۷ء کے جولائی اگست میں حضرت امیر المؤمنین ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپ و امریکہ اور افریقہ کے مبلغین کی لٹرن میں کانفرنس بلائی تھی اور حضور نے فرمایا تھا۔ کہ میں تھینڈ زمین بر زمین ہی ملے کہ کو بیٹا چاہتا ہوں۔ یہ کہ ڈاکٹر گرام نے اس کانفرنس کے دو تین ماہ بعد ہی دورہ افریقہ کے ارادے کا اظہار کیا۔ یا یہ کہ نائیجیریا کی کرسچین کونسل نے اس کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کی پیشکش کی اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مبلغین کو لٹرن والی کانفرنس فی الواقعہ تھینڈ زمین بر زمین ہی چکا جسے والی بات تھی۔ برہال کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر ڈاکٹر بی گرام مندرجہ اخبارات تک افریقہ کا دورہ نہ کر سکے۔ جنورہ کی مسند فلسطین میں ان کی آمد کا ایک دفعہ پھر چرچا ہوا۔ بڑے بڑے شہر داروں میں قدم آدم پوسٹر لگائے گئے۔ اخبارات میں موٹر کاروں کے اشتہارات کی طرح اشتہار دیئے گئے۔ اور آخر کار ان کا ہراول دستہ آپہنچا۔ اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب تو وہ ضروری آئیں گے۔

یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جب یہ دستہ قریباً ۱۰۰۰ پہنچا۔ تو خفا کے ایک ایجنٹ جس کا عنوان ہے۔ "بندر کھنے کے قابل پانچ نکات" کی تلاش میں اس دستہ کے چند ایک افراد کو (۵) بھی پھونچے۔ اور وہاں سے اس ایجنٹ کی ایک کاپی لے کر پھر آگے روانہ ہوئے۔ برہال جب یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر بی گرام نائیجیریا کا قریب دورہ کریں تو خفا کرنے کو یقین کونسل کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

"مجھے اخبارات اور ریڈیو سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ مشہور عالم عیسائی مناد بی گرام جنوری ۱۹۶۷ء میں نائیجیریا آ رہے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کرسچین کونسل اس بات کے امکان پر غور کرے کہ بی گرام اور ان کے مسلمان لیڈروں اور حاضرین پر پریکٹس کے مسلمان لیڈروں کی ملاقات کا انتظام کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے سے اسلام اور عیسائیت۔ جو کہ نائیجیریا میں دو اہم مذہب ہیں کے پرکاروں کے آپس میں تعلقات بہت زیادہ خوشگوار ہوں گے۔ اور اس بات میں کسی شک کا

## حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفا یابی کیلئے

### صدقہ کی تحریک

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدقہ مجلس انصار اللہ مرکز

گذشتہ سال انصار اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفا یابی کے لئے مسلسل چالیس دن صدقہ جاری رکھنے کی تحریک میں خدا کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ حضور ایڈہ اللہ تعالیٰ کی صحت بدستور کمزور چلی آ رہی ہے۔ اس لئے میں پھر انصار سے بڑھ کر روپوش کیا گیا ہے کہ حضور ایڈہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاقل شفا یابی کی بڑھ کر ضرورت کے ساتھ ایک بار پھر چالیس روز تک صدقہ جاری رکھنے کی اس تحریک میں حصہ لیں۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے۔ اور ہم عاجزوں پر رحم فرمائے ہوتے وہ حضور ایڈہ اللہ تعالیٰ کو حسب کمال شفا عطا فرمائے۔ آمین

صدقہ کی رقم دفتر انصار اللہ مرکز یہ ذریعہ میں بھجوا دی جائیں۔  
خٹا کسار۔ مرزا ناصر احمد  
صدقہ مجلس انصار اللہ مرکز یہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء

"ڈاکٹر بی گرام کی متوجہ آمد نے جس کا انتظام کرسچین کونسل نائیجیریا کر رہی ہے مذہبی حلقوں میں بہت دلچسپی پیدا کی ہے۔ نہ صرف عیسائی بلکہ مسلمان بھی اس زیور مقرر کو دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایک مقرر کی حیثیت سے ان کی شہرت بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب ان کو تقریر کرنا سن کر خوش ہوں گے۔ لیکن مجھے ایک تجویز بھی پیش کر رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ چونکہ وہ یہاں ایک تبلیغی دورے پر آ رہے ہیں جس کا مقصد لوگوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ ان کے مسلمان مذہبی لیڈروں کے درمیان ایک مناظرہ ہونا چاہئے۔ ہم میں سے ہر شخص کا یہ خواہش ہے کہ ہم بہترین روحانی نظام سے مستفاد ہوں۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص کا یہی ہے کہ ساتھ ساتھ مذہب کے دلائل نہیں پیش کر سکتا۔ اور نہ ان خود یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کونسا مذہب بہترین مذہب ہے۔

مجھے اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اس قسم کا مناظرہ لوگوں کو بہت فائدہ

کہ اس وقت ناٹجریا کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔  
 بلکہ دنیا کی سب سے بڑی ضرورت ہی ہے کہ  
 دنیا کے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے آپس  
 میں تعلقات زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنائے جائیں۔  
 اگر وہ دلچسپ بات کے لئے بل کر آئے اور مسلمان  
 مبلغین کی میٹنگ کا انتظام کیا جاسکے تو یہ امر بھی  
 بہت ہی قابل تعریف سمجھنا چاہئے کہ مجھے امید  
 ہے کہ آپ مختصر یہی میرے اس خط کا جواب  
 دیں گے۔

مندرجہ بالا خط دو نومبر ۱۹۶۰ء کو لکھا  
 گیا تھا۔ اس خط کے جواب میں کوسچین کوئل کے  
 سیکرٹری صاحب نے مجھے لکھا کہ انہیں انوس  
 ہے کہ کوسچین گرام کے دورے کے انتظامات ان کے  
 ہاتھ میں ہیں لیکن تاہم وہ ملاحظہ اس کی  
 کے سپرد کر دیں گے جو اس دورے کے انتظامات  
 کر رہی ہے۔

پچھ نومبر کو مجھے ایک صاحب رسالہ  
 Millers کے طرف سے مندرجہ ذیل  
 خط ملا۔

کوسچین کوئل آف ناٹجریا کے  
 سیکرٹری صاحب نے مجھے آپ کا وہ  
 خط ارسال کیا ہے جس میں آپ نے کوسچین گرام  
 اور مسلمان لیڈروں کی ملاقات کی خواہش  
 کا اظہار کیا ہے۔ میں آپ کا یہ خط بھی لکھا گیا  
 ہے " (Campana) کی کوشش  
 ایگزیکٹو کمیٹی جس کی میٹنگ سوار  
 دنوں بعد کے روز منعقد ہو رہی ہے  
 دے دوں گا۔ میٹنگ کے بعد میں پھر  
 آپ کو خط لکھوں گا۔"

اس کے بعد ۱۵ جنوری کو انہوں نے  
 پھر لکھا۔

"میں نے ڈاکٹر ایلم گرام سے آپ کی  
 ملاقات کے بارے میں ڈاکٹر جیری بیون  
 (Dr. J. B. Bion) سے  
 جو ڈاکٹر گرام کی آمد کے سلسلہ میں جملہ  
 انتظامات کو آخری شکل دینے کے ذمہ دار  
 ہیں سے گفتگو کی ہے وہ مجھ سے اس بات میں  
 اتفاق رکھتے ہیں کہ آپ کی تجویز بہت قابل  
 قدر ہے لیکن انہوں نے اس بات کی خواہش  
 کا اظہار کیا ہے کہ میں آپ تک ان کے خطوط  
 دل سے مفردی کا اظہار کر دوں کہ میں تم  
 کی میٹنگ کی آپ کے تجویز پیش کی ہے  
 اس کا اتفاق ناممکن ہے۔"

"ڈاکٹر گرام ان ڈاکٹر ایلم گرام کے  
 ماتحت جو گزشتہ اچھا ماہ سے ان کے ڈاکٹر  
 نے انہیں دے رکھا ہے۔ افریقہ کے دورے  
 کو اپنا ہدف رکھتے ہوئے پورٹو ریکو ان کا وقت  
 بڑے بڑے جلسوں میں تقاریر کرنے اور اپنے  
 دستوں سے گفتگو شنید رہی ہیں صرف ہونے  
 اور آپ ڈاکٹر گرام کے عقائد کے متعلق گفت  
 حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ ان جلسوں میں

شمولیت کریں جن میں کہ وہ تقاریر کریں گے۔  
 وہ نہ تو کوئی عالم دین ہیں اور نہ ہی ادبیات  
 کے ماہر۔ بلکہ وہ ایک عیسائی مبلغ ہیں جس کا  
 مطلب یہ ہے کہ وہ صرف سیوریج کی آبی  
 کو پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ سیاست کے متعلق  
 مزید واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آپ  
 یہ خواہش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں طریقہ عمل  
 گفتگو شنید کریں تو میں یہ تجویز کرنا چاہوں کہ  
 آپ لاکھ عیسائی مبلغین سے بات چیت کریں۔  
 جو کہ ایسی بات چیت کرنے کے لئے ہر وقت  
 بخوشی تیار ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کی  
 دلچسپی کی داد دیتا ہوں۔"

جب خاک کرنے دیکھ کر ڈاکٹر ایلم گرام  
 سے ملاقات اور مناظرہ کی کوئی صورت پیدا  
 ہوتی نظر نہیں آتی تو خاک کرنے ایک خط لکھے  
 نام لکھا جس کا متن درج ذیل ہے:-

"میں احمدیہ جماعت کے جملہ اصحاب کی  
 طرف سے جن کاشتہ میٹنگوں کا  
 مجھے فر حاصل ہے۔ آپ کے ناٹجریا میں آہر  
 خوش آہد کرتا ہوں میری خواہش ہے کہ جب  
 آپ یہاں سے کسی اور جگہ جائیں تو آپ یہاں  
 کی بہترین یادیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔

اس ملک میں دو بڑے اور اہم طبقے  
 ہیں اور وہ ہیں اسلام اور عیسائیت۔ اور ان  
 دونوں مذاہب کے پیروکاروں کے لئے یہ  
 بات از حد اہم ہے کہ ان کے تعلقات استوار  
 رہیں۔ اور تعلقات کا یہ استواری عیسائے شخص  
 جانتا ہے ان کے لیڈروں کے رویہ پر جو پھر  
 ہے۔ میں نے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے  
 کوسچین کوئل آف ناٹجریا کو یہ تجویز پیش کی  
 تھی کہ آپ کی اور مسلمان لیڈروں کی ملاقات  
 کا انتظام کیا جائے میری یہ تجویز بلکہ گرام  
 ہم کمیٹی " جو کہ آپ کی آمد کے سلسلہ میں جملہ انتظامات  
 کر رہی ہے کے سامنے دکھائی گئی تھی۔ لیکن  
 میرا اس تجویز کو کمیٹی نے اس غلطی کے ساتھ  
 رد کر دیا تھا کہ آپ اپنے دورہ کو نہایت  
 مختصر کرنے پر مجبور ہیں اور اس کی وجہ ڈاکٹر  
 ہدایات ہیں مجھے اس بات کا پورا پورا احساس  
 ہے کہ آپ کا کام زیادہ تر عیسائیوں کے گروہ  
 سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ بات تو میرے خیال  
 میں بھی نہیں آ سکتی کہ آپ کسی ایسے موقع کو  
 ضائع ہونے دینا چاہیں گے جو مختلف مذاہب  
 کے پیروکاروں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے  
 کے لئے ہیں کیا جہاں ہوسکتا ہے جہاں مسلمانوں  
 اور عیسائیوں کے تعلقات کو خوشگوار کا سوال  
 پیدا ہوتا ہو۔

بہر حال آپ کی مذہبی پرورش میں پیش نظر  
 میں نے آپ کی خدمت میں چند ایک باتیں  
 ارسال کی ہیں جو مجھے امید ہے کہ آپ  
 ضرور پڑھیں گے۔"

یہ خط بھی نے سنا میں جنوری کو لکھا

تھا۔ یکم فروری کو دلیٹ افریقین احمدیہ مجوزہ  
 ایجنسی نے اپنے ایک ماہانہ خصوصی کے سلسلے سے  
 ایک پریس ریلیز جاری کیا جس میں اس تمام  
 خط و کتابت کا ذکر کیا گیا اور خاک کرنے ان مضامین  
 کا متن بھی درج کیا گیا جو اس دوران خاک کرنے  
 اپنے ہفتہ وادی والوں میں لکھے تھے۔ ان میں  
 سے ایک عنوان جو اخبار ڈیلی سروس میں چھپا تھا  
 اس عنوان کا حاصل تھا کہ حضرت مسیح مہدی کی  
 آمد میں داخل حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی آمد ہی کی غیر تھی۔ اور وہ اس بات کی منادی  
 کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔

اس موقع پر خاک کرنے ڈاکٹر ایلم گرام کی  
 ایک کتاب کا حوالہ دے کر ایک مختصر سی عبارت  
 کے ساتھ ایک پورٹریٹ لکھی۔ پورٹریٹ میں یہ تھا۔

"ڈاکٹر ایلم گرام کہتے ہیں کہ قرآن کریم  
 کو شریعت کے آئینہ نگار سمجھنا چاہئے  
 اس میں کبھی بھی کسی بیگونی کا ذکر نہیں  
 ہے۔ اگر ڈاکٹر ایلم گرام کو اس بات  
 کا یقین ہے کہ جو بات انہوں نے لکھی  
 ہے وہ درست ہے تو وہ ہم سے  
 پہلے مناظرہ کر لیں۔"

اس پورٹریٹ سے تو گویا یہ سارا ملاحظہ ہو کر  
 اٹھا۔ بیرونی اخبارات کے کثیر القراءات مند سے  
 احمدیہ مشن ہاؤس میں اسے اور سارے حالات  
 سن کر انہوں نے دنیا بھر کے اخباروں میں ہمارے  
 پہلے کی خبریں شائع کر دیں۔ اس پہلے کا سب  
 سے زیادہ پر اہم بیڈنہ امریکہ میں ہوا۔ وہاں کے  
 اخباروں اور رسالوں نے نہ صرف اس خبر کو جلی  
 حروف میں شائع کیا بلکہ اس پر ایڈیٹوریل بھی لکھے  
 اور لکھا کہ اس بات کا اظہار کیا کہ اگر عیسائی  
 مختصری کسی بات کو لکھتا ہے اس پر قائم نہیں رہ  
 سکتے۔ تو ایسی بات کہتے ہی کیوں ہیں۔

دنیا کے سب سے زیادہ اشاعت والے  
 ہفت روزہ "ایم ایس ٹائمز" (TIME) نے جو امریکہ سے  
 شائع ہوتا ہے اس خبر کو دو کالموں میں لکھا اور  
 یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ہمارے ایک پمفلٹ کی  
 تفسیر اور اس کے نفس منہوں کا نمایاں طور پر ذکر  
 کیا۔ تاہم میں نے شہہ خبر کو ترجمہ درج نہیں کیا ہے۔  
 "مسلمان اور نبی"

گزشتہ ہفتہ سفید فام میں گرام نے جن  
 کے متعلق ناٹجریا کے بعض باشندوں کا یہ کہنا تھا  
 ان کی کھال سے پوتے ہے۔ اپنے افریقہ مذہبی  
 جہاد کو جاری رکھا۔ جہاں ہیں بھی وہ گئے بہت  
 بڑے بڑے مجمعوں نے ان کی تقاریر کو سنا اور "سیح  
 کے لئے" فیصلے کئے۔ ٹیکس میں جو کہ ناٹجریا کا  
 دارالخلافہ ہے گرام نے ایک لاکھ آدمیوں سے  
 خطاب کیا۔ جس میں سے کم از کم دو ہزار انعام نے  
 "سیح کے لئے" فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کا اظہار کل  
 خاموشی میں کیا جاتا رہا یہ خاموشی ناٹجریا میں  
 جہاں کہ حد سے زیادہ شدید شغب ہوتا ہے۔  
 ایک نہایت عجیب چیز تھی ان کی تقریر سننے کیلئے

مسلمان بھی کافی تعداد میں میدان تقریر میں پہنچے۔  
 کیونکہ یہ تمام ان مقربین سے مختلف تھے جن  
 کو افریقہ میں نے پہلے سنا ہوا ہے۔ ایک  
 مسلمان کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا "یہ شخص تو  
 بالکل ہم جیسا ہی معمولی انسان ہے اس کو ہرگز  
 یہ دعویٰ نہیں کہ یہ کسی غیر معمولی طاقت کا مالک  
 ہے اور نہ ہی یہ کوئی ایسا طریقہ بتاتا ہے جو  
 عیسائی (عبدالسلام) کے نقش قدم پر چلنے میں آسانی  
 پیدا کرتا ہو۔"

لیکن مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد۔ اور  
 مسلمانوں کی ایک بڑی ساڑھے تین کروڑ کے نصرت  
 کے قریب ہیں۔ گرام کی آمد سے خوش نہیں تھے۔  
 بلکہ گرام کے ناٹجریا پہنچنے سے قبل مسلمانوں  
 کے لیڈروں نے ان کے ساتھ ملاقات کی تجویز  
 پیش کی تھی۔ لیکن ان کے برادر دستہ نے  
 اس تجویز کو رد کر دیا تھا اور یہ کہ وہ  
 یہ بیان کی تھی کہ وہ (گرام) بہت معروف  
 ہیں۔ جواب یہ دیا گیا تھا۔  
 "ڈاکٹر گرام کے متعلق آپ ان کی  
 تقاریر سن کر واقفیت حاصل  
 کر سکتے ہیں۔"

ناٹجریا کے مسلمان جو اس بات پر مجبور  
 ہیں کہ ہمیں ایکشن کے سلسلہ میں ان کا مسلمان  
 وزیر اعظم اپنے عہدے پر قائم رہا۔ اس نتیجہ  
 پر پہنچے کہ یہ دورہ اس لئے کر دیا گیا ہے  
 تاکہ عیسائیوں کو کسی طاقت حاصل کرنے  
 میں مدد ملے۔ حالانکہ یہ دورہ کافی عرصہ سے  
 زیر تجویز تھا)

گرام کے جلسوں میں مسلمانوں کی طرف  
 سے ایسے پمفلٹ تقسیم کئے گئے جن میں پانچ  
 نکات پیش کئے گئے تھے۔ وہ پانچ نکات  
 یہ ہیں:-

- (۱) عیسائیوں کو اللہ کے لئے نہیں تھے۔
- (۲) انہوں نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی۔
- (۳) وہ مردوں سے حج نہیں اٹھے تھے۔
- (۴) وہ آسمان پر اٹھے نہیں تھے۔
- (۵) وہ عیالوں کو والدین دنیا میں تشریف  
 نہیں لائیں گے۔

بل نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن کچھ عرصہ  
 کے لئے دونوں طبقے کا پارہ چڑھا رہا۔

اور دونوں طرف سے بیانات جاری ہوتے  
 رہے۔ اس ہفتہ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ کیونکہ  
 عیسائی مناد گرام آرام کرنے کے لئے اور  
 ڈاکٹر ایلم شوپٹر (ALBERT SHUPTR) سے بیانات کے لئے لیا رہے  
 (EITZER) سے بیانات کے لئے لیا رہے  
 (LAMBARENE) چلے گئے۔

لافت (LIFE) جو امریکہ کا مشہور  
 ترین رسالہ ہے اس میں ڈاکٹر گرام کے دورہ  
 کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کا واضح الفاظ  
 میں پیش کیا گیا کہ افریقہ کے سارے دورے میں

یہ خط بھی نے سنا میں جنوری کو لکھا

# مختصرہ سلسلہ صحابہ اہلبیت بو محمد یوں صادر ہونے کی قیامت

مختصرہ سلسلہ صحابہ اہلبیت بو محمد یوں صاحب دہلوی مرحوم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء کی درمیانی شب یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ کی رات کو اسے گیارہ بجے فجر تقریباً ۹۰ سال کراچی میں وفات پاگئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

ان کا جنازہ محبوب احمد خان صاحب اور دیگر ۲۲ جولائی کی شام کو جناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی سے ریلوے لائن بعد نماز مغرب محترم مولانا ابو الفضل صاحب نامی سیدنا حافظ سید مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔ انہیں بعد جنازہ ہشتی مقبرہ لے مارکان کی نقش کو حسب وصیت میں داخل دھن کیا گیا۔ مرحوم کا دم باپو تاج احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ دہلی کی امداد تھی جس کو ہم ایسے مرحوم کے بیٹوں دینار احمد صاحب، مبشر احمد صاحب اور حسین احمد صاحب کے والد بزرگوار سے (دعوت پنج گناہ سبزوادیہ) اور زمین میں شریک کی۔

موجودہ امتداد میں احمدیت کی شدید مخالفت تھی لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر احمدیت کی صداقت کھلی رکھی۔ ساری کو خوب سمجھنے اور صداقت کا قائل بننے کے بعد ۱۹۴۰ء میں پورے انشراح صدر کے ساتھ احمدیت قبول کی اور پھر اعلیٰ میں دی گئی اور اس وقت تک ترقی کر کے بیعت کے بعد کو تمام اضرابوں سے عزم اور حوصلہ کے ساتھ نبھایا۔ ان کے اپنے خاندان کے لوگ احمدیت کے شدید مخالف تھے انھوں نے انہیں حق سے پھیرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن بفضل اللہ تعالیٰ ان کا ایمان اس قدر پختہ اور مضبوط ہوا کہ ابتداء میں بھی ثابت قدم رہیں اور اس طرح استقامت کا بہت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

انہوں نے کہ اولاد کی نعمت سے محروم تھیں۔ ۱۹۴۷ء میں خاندان جو نہایت گھٹیا تھی انہیں کی وفات کے بعد انھیں سراسر مخالفت اور ساری زندگی لبر کرنی پڑی اس کا وجود سلسلہ احمدیت کے ساتھ نہایت تعلق نہ تھا۔ انہوں نے ان کا وجود اس میں ذرہ بھر بھی نہیں نہ آئے دیا۔ آخر تک افضل اور صاحب کی خدمت میں رہے۔ وہ حق و شوق اور عقیدت کے ساتھ مرد و کمال استیجاب مطالعہ ان کی روح کی تھا۔ دوسرے کے باعث مسلسل عداوت کے باوجود کوشش یہی کرتی کہ رمضان کا مہینہ ربوہ میں گزاریں جب سالانہ ہجرت ضرور آتی اور پھر دو تین ماہ ربوہ میں اس کی تنظیم اور مرکزی ریاست سے سفیر بھیجے جس میں ایک خاص فریضہ محکم کرتی۔ شام پاکستان سے قبل دہلی میں ساہو سال تک لجنہ انارک کی سیکرٹری رہیں اور نہایت درجہ اعلیٰ اور جوش اور نہایت کے ساتھ لجنہ کے کاموں میں حصہ لیا۔ لجنہ انارک اللہ دہلی کو مشائی رنگ کی فعال تنظیم بنانے میں ان کا بڑا حصہ تھا۔ انھیں بہت سے نیک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کے ساتھ جاہلانہ عقیدت و تعصب کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔

اجاب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحومہ کی بلندی و عظمت اور اعلیٰ علیین با خاص مقام قرب عطا ہونے کے لئے دعا فرما کر خداوند مہاجر ہوں۔  
شاہکار مسعود احمد دہلوی۔ ریلوے

## حقیقی خوشی!

اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے سے انسان کو حقیقی اور راحت حاصل ہوتی ہے آپ اہل افضل ایسے خالص مذہبی اخبار کی اشاعت بڑھا کر بھی دین کی خدمت کر سکتے ہیں اور حقیقی خوشی اور راحت کے وارث بن سکتے ہیں،

(بھیس افضل)

**درخواست دعا**

شاہکار کی اہمیت نگاہوں سے قرباً ایک ماہ سے لجا رہی تھی ان اور ضریح مبارک سے دین مکروری زیادہ ہو رہی ہے۔ ان خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی برکات و درود لیلان قادیان اور دیگر اجاب سے اہل حق کے لئے عاجزاً دعا کی درخواست۔ شاہکار منظور احمد خان۔ دارالصدر شرقیہ (ربوہ)

# انصار اللہ اور قلمی جہاد

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسلمانان اہل القلم بنا کر بھیجا ہے۔ حضور علیہ السلام کی اس خصوصیت کا تقاضا ہے کہ احمدی احباب اس جہاد کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ انصار اللہ جہاد اولی اس کے مخاطب ہیں۔ کیونکہ وہ عمر کا ایسی منزل کو پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دلوں کے لئے ایسے تجربات اور مشاہدات لیاور نمودار پیش کر سکتے ہیں۔ اس عرصہ سجدگی اور عقل کا پختل انسان کو طبیباً حاصل ہو جاتی ہے جو کہ قریم میں جہاد بیکار کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ پس جہاد انصار اللہ کسی نہ کسی ذہنی مسئلہ پر ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا ذہنی منصبی تصور فرمائیں۔ اور وہ ذہن نامہ افضل: انصار اللہ دیگر جامعہ اشاعت و رسالت کی قلمی محاذات فرماتے ہیں۔

اگر عملی ثابت اس قدر ہو کہ محض قلمی کی جائے تو واقعات قلمی کو تو مشکل کام ہے۔ ہر غلطی احمدی کی زندگی ایسے واقعات سے بھری ہوتی ہے جو قبولیت دینا اور قدرت خداوندی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ انہی کو حلیند کرنے کا کوشش کی جائے۔ قرب و جوار میں اگر کوئی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہتے ہوں تو ان سے ہی عہد مقدس کے حالات نوٹ کر کے مجلس مکرر کر کے مباحثہ کی جائیں۔ غرض عملی قابلیت کی کمی کے باوجود بھی ہر احمدی (اللہ ما شاء اللہ) قلمی جہاد میں حصہ لے سکتا ہے۔ صرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ سوال سطور کے ذریعہ پھر جہاد انصار اللہ کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ (قائد اصلاح و ارشاد)

# سید (تفصیل)

کے قتل ہو گئے تھے تو انہوں نے اسے کیوں مانا گویا وہ راہنماں خود مسیح نے کیوں اور ان بچوں اور عورتوں کو خود مسیح نے ہی قتل کیا۔ اور اصل یہ ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کو راہنماں کو موت ہی نہیں ملا ورنہ کم نہ تھے انہوں نے تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ پھلے سے بچ کر تواریخ ترقی دیں۔ یہ باطل بھی بات ہے کہ اگر قرآن شریف ہماری راہنماں نہ کرتا تو ان نبیوں پر سے امان اٹھ جاتا۔ قرآن شریف کا احسان ہے تمام نبیوں پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انہوں نے اگر ان سب کو اس الزام سے بری کر دکھایا۔ قرآن شریف کو خوب فوری سے پڑھو۔ تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس کی تعلیم ہے کہ کسی سے قلمی نہ کرو۔ جنہوں نے سبقت نہیں کی ان سے احسان رو۔ اور اتہا کرنے والوں اور ظالموں کے مقابلہ میں بھی دفاع کا جانا رکھو۔ حد سے نہ بڑھو۔ اسلام کی ابتداء میں ایسی مشکلات درپیش تھیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک کے

مسلمان ہونے پر ہرنے مارنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ اور ہزاروں غصے پیا ہوتے تھے۔ اور فرقہ تو قتل سے کبھی بڑھ کر ہے۔ پس امن عامہ کے قیام کے لئے مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر ہندو اس پر اعتراض کرتے تو کچھ عیب انداز نہیں کی جانے لگی۔ مگر وہ ان کے گھر میں اس سے بڑھ کر اعتراض آتا ہے۔ ان کو اعتراض کرتے ہوئے کچھ کہتے تھے اور انہیں ہوتا ہے۔ علیا نبیوں نے اس قسم کے اعتراض کرنے میں ہر ظالم کیا ہے۔ لیکن ان میں ایسا ہی ایسا ہے۔ پھر ہندو اور زینبات کے غلامی کے مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ ان شریف نے غلاموں کے آزاد کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اور تاکید کی ہے۔ اور جو آدمی کتاب میں نہیں ہے۔ اس قسم کے جزئیات کو تو عملی اعتراض منظر کا واقعہ لوگ اور آزاد طبع نوجوانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ پس آپ کو سب سے کہہ کر آپ اعتراض کرتے وقت اس کو بڑا بھاری لگا کر ہیں۔ (داعلم جلد ۶ نمبر ۴ ص ۶۶)

۱۷ جنوری ۱۹۶۴ء

## ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء کو عزیزم مبشر احمد صاحب قریشی۔ ڈاکٹر مشیر تاجزاد صاحب کو بیلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ نوموؤد خاکسار کا پوتا اور محرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب پشاور کا پلاؤ اس ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نوموؤد کو اپنے فضل سے محبت و دعائیت کے ساتھ دراندھم عطا کرے۔ خادم دین بنائے۔ دینی دنیاوی ترقیات اور کامیاب زندگی دے۔ اور والدین بخندان اور سبیل کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(خاکسار و شہین محمد سعید۔ دارالصدر۔ ربوہ)

مراسلات ارسال کرتے وقت صفحہ ۵ کے پتے پر صاف اور خوش خط لکھا کریں

# امانت تحریک جدید کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد!

حضرت امیر الدین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے امانت تحریک جدید کے متعلق فرمایا ہے: "اجاب مسئلہ اور اپنے مفاد کے مد نظر اپنا رویہ امانت تحریک جدید کے ضد میں رکھیں۔ یہ تو جب تحریک جدید کے مطالبات پر غور کرتا ہوں تو ان سب میں امانت تحریک جدید کی تحریک پر خود حیران ہوجاتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے کیونکہ بغیر کسی بوجہ اور غیر معمولی جذبہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں جو جاننے والے جانتے ہیں وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔"

اجاب جماعت حضور کے اس ارشاد کے مطابق امانت تحریک جدید میں رقم جمع کروا کر لوٹا دینا حاصل نہیں۔ (افسر امانت تحریک جدید)

# وصایا حصہ آمد کے متعلق ضروری فصاحت

(از مکتوب قاضی عبدالرحمن صاحب سیکرٹری مجلس کارپوریشن روهی)

دعوتِ دو فریقہ معاہدہ ہے۔ ایک طرف نہیں۔ اگر ایک طرف معاہدہ ہوتا تو بے شک تاریخ تحریرو صیت سے حصہ آمد کی ادائیگی لازم پڑجاتی۔ لیکن صدائے اعلیٰ سے رو صیت کو منظور کرنے کی پابندی نہیں۔ لہذا بعض موصیوں کی طرف سے یہ سوال اٹھا یا گیا تھا کہ جب نام منظوری کا احتمال موجود ہے اور کئی وصیتیں منظور نہیں کی جاتیں تو پھر حصہ آمد کی ادائیگی تاریخ منظوری وصیت سے واجب ہوتی چاہیے۔ انجن کے نزدیک یہ مطالبہ جائز ہے۔ لہذا ہر موصی کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو تاریخ خود وصیت سے حصہ آمد ادا کرنا شروع کر دے اور چاہے تو تاریخ منظوری وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع کرے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ وصیت تحفظ وقت اس بات کا اظہار کر دے کہ کس تاریخ سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع ہوگی۔ پس

۱۔ جو موصی تحریر وصیت کی تاریخ سے حصہ آمد ادا کریں گے ان کی وصیت اسی تاریخ سے سمجھی جائے گی۔ اور اگر وہ خدا عزوجل سے وصیت کی منظوری سے قبل فوت ہو جائیں تو بھی ان کی وصیت منظور کر لی جائے گی بشرطیکہ انجن کے قواعد کے ماتحت وہ وصیت قابل منظوری ہو۔ اور اگر انجن ایسے کسی شخص کی وصیت منظور نہ کرے تو حصہ آمد اور چندہ عام کا فرق یعنی وہ زائد رقم جو وصیت منظور ہونے کی خاطر ادا کی گئی تھی وہ موصی یا اس کے وارثوں کو واپس کر دی جائے گی۔ کیونکہ وصیت نام منظور ہونے کی صورت میں اس حصہ آمد مال پر انجن کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

۲۔ اس کے باغضال ان کوئی موصی یہ پسند کرے کہ اس کی وصیت تاریخ منظوری وصیت سے سمجھی جائے اور وہ اسی تاریخ سے حصہ آمد ادا کرے گا تو جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے انجن کو اس طریق کار پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ایسا موصی اگر خدا عزوجل سے تاریخ منظوری وصیت سے قبل فوت ہو جائے تو اس کی وصیت منظور کر کے پورا کر دیا جائے گا بلکہ وہ وصیت خود بخود داخل دفتر ہو جائے گی۔ کیونکہ موصی نے خود جس تاریخ سے اپنی وصیت کے نفاذ کا ارادہ کیا تھا۔ اس سے پہلے ہی وہ فوت ہو گیا۔ لہذا اس کے وارثوں کا یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ بعد از وفات ایسی وصیت کی منظوری کا مطالبہ کریں۔ یہ مطالبہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب موصی اپنی زندگی میں وصیت کے اس حصہ پر عمل درآمد شروع کر دیتا۔ جس پر اس کی زندگی میں عمل کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے جہاں انجن نے یہ اجازت دی ہے کہ۔

"وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے۔"

۳۔ اگر ہر موصی یہ کہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

۳۔ امید ہے کہ مذکورہ بالا تشریح سے اجاب پر یہ معاملہ واضح ہو چکا ہوگا۔ انجن کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ موصی کے مال پر قبضہ کیا جائے۔ بے شک اس طریق کار سے بظاہر انجن کو کسی حد تک نقصان اٹھانا پڑتا ہے لیکن انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ تاریخ منظوری وصیت سے پہلے کسی شخص کو حصہ آمد کی ادائیگی پر مجبور کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی رفتار و رغبت سے تاریخ خود وصیت سے حصہ آمد کی ادائیگی شروع کر دے تو وہ یقیناً فائدہ میں رہے گا جیسا کہ اوپر وضاحت کی جا چکی ہے۔ یعنی وصیت منظور ہونے کی صورت میں بھی اس کا زائد مال واپس کر دیا جائے گا اور فوت ہونے کی صورت میں بھی اس کی وصیت منظور کرنے کے لئے غور ہوئے گا۔

# ٹینڈر نوٹس

حکمران اینڈ آرکٹیکٹور شہرہ ٹھیکیداروں سے جنہوں نے سالہ اول کی نئس میجر کی راہ سے مندرجہ ذیل کاموں کیلئے تجویز ناموں پر سرٹیفکٹ درکار ہیں۔ ٹینڈر تاریخ منقرہ کو دن کے دس بجے قبل از دوپہر وصول کئے جائیں گے اور ٹھیکیداروں یا ان کے نمائندوں کی موجودگی میں جو حاضر ہونا چاہیں انہیں کھولنے کے تعین کام کی کاروباری دن دفتری اوقات میں اطلاع کی جاسکتی ہیں۔ مزید تفصیلی کویت حاصل ہے کہ وہ کوئی ٹینڈر یا تمام ٹینڈر بغیر وجہ تہائے منسوخ کر دے۔ ٹینڈر فارم برائے ٹینڈر مالتیہ ۲۰۰۰/۱۰۰۰ یا اس سے زائد ۵۰/۱۰ روپے فی فارم اور برائے ٹینڈر مالتیہ ۲۰۰۰/۱۰۰۰ سے کم ۲۰/۱۰ روپے فی فارم کے حساب سے روپے کی شرح سے ٹینڈر کی تاریخ سے ایک روز پہلے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ہر کام کے لئے زر ضمانت صرف بصورت ڈیپازٹ دینے کا ٹینڈر کے ساتھ منسلک ہونی چاہیے۔ ٹینڈر بغیر زر ضمانت نام قابل منظوری قرار دئے جائیں گے۔

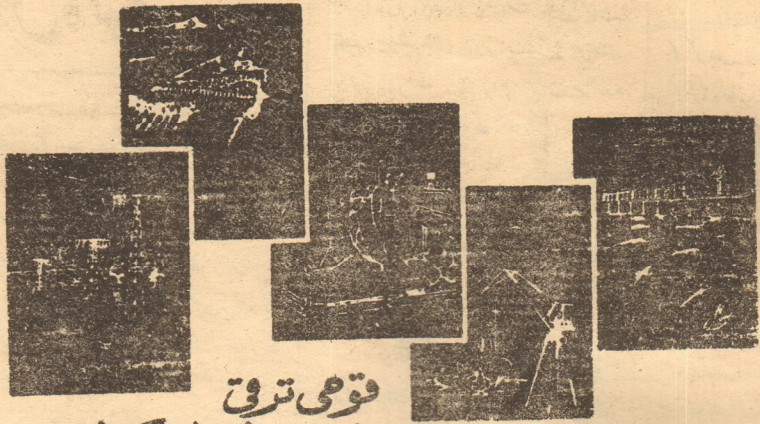
نمبر شمارہ	نام کام	تعمیر کام	زر ضمانت	معیار	تاریخ داخلہ
۱۔	سینٹرل سٹون میں سائڈنگ آؤٹ اور کھانا بنانی	گواٹری فیل سسر گودا	۹۲۰۰۰/-	۵۶۹	۶-۸-۶۴
۲۔	تعمیر کرسی ردو اور سیر کورٹر۔ گواٹری	الیکٹرک اور ریڈیو کیمین کھانا بنانی فیل سسر گودا	۲۵۰۰۰/-	۵۶۳	۶-۸-۶۴
۳۔	تعمیر بیچر ٹریننگ کالج ماروالیو ایلو ایلو ایلو ایلو	ایجوکیشن لائٹ پور	۶۰۰۰۰/-	۵۶۶	۶-۸-۶۴
۴۔	کیرج آف میٹریل لائن پر پروٹیکشن سٹیشن	برائے سال ۱۹۶۴ تا ۱۹۶۵	۵۰۰۰۰/-	۱۹۶۴-۶۵	۸-۸-۶۴
۵۔	پروٹیکشن سٹیشن	۲۵۰۰۰/-	۵۰۰	"	"
۶۔	کیرج آف میٹریل لائن پر پروٹیکشن سٹیشن	۵۰۰۰۰/-	۵۰۰	"	"
۷۔	کیرج آف میٹریل لائن پر پروٹیکشن سٹیشن	۲۵۰۰۰/-	۵۰۰	"	"
۸۔	کیرج آف میٹریل لائن پر پروٹیکشن سٹیشن	۲۵۰۰۰/-	۵۰۰	"	"
۹۔	سالانہ زمٹ برائے گورنٹ گروپ نمبر ۱	نمبر ۱۵۰۰۰/۱	۶۰۰	"	۶-۸-۶۴
"	نمبر ۲	۱۵۰۰۰/۱	۳۰۰	"	"
"	نمبر ۳	۱۵۰۰۰/۱	۴۰۰	"	"
"	نمبر ۴	۱۵۰۰۰/۱	۶۰۰	"	"
"	نمبر ۵	۱۵۰۰۰/۱	۵۰۰	"	"

# معاونین خاص مسجد احمدیہ زیورک ڈسٹریکٹ

ذیل میں ان مخلصین کے اہم و گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مسجد احمدیہ زیورک ڈسٹریکٹ کی تعمیر کے لئے اپنی یا اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے تین ہزار روپیہ یا اس سے زائد تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ جزا اہم اللہ حسن الخیر اعزى الدنيا والاخرۃ۔ دیگر مخلصین بھی اس عمدتہ جاریہ میں حصہ لے کر اعلیٰ ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہم الصغر من لصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلحنا منہم۔

- ۲۴۱۔ محترم سراج اختر صاحب ملیم قاضی عبدالرشید صاحب راولپنڈی۔ ۳۰۰ روپے
- ۲۴۲۔ محترم جناب انور احمد صاحب عباسی بڈیو محکم پروفیسر تبارت الرحمن صاحب ایم۔ اے۔ ربوہ۔ ۳۰۰
- ۲۴۳۔ محترم جناب انور احمد صاحب عباسی منجاب والدہ ماجدہ کبریٰ ملیم صاحبہ مرحومہ۔ ۳۰۰
- ۲۴۴۔ محترم سجاد قوام صاحب ملیم کین نامہ احمد صاحب سیال نوشہرہ۔ ۳۰۰
- ۲۴۵۔ محترم سعید افضل حسین شاہ صاحب اسلام آباد لاہور۔ ۴۰۰

ذیل المال اولی تحریک جدید ربوہ



قومی ترقی  
اور خوشحالی کے لئے

# ۲۴ گنتے قرضہ

## آج

جاری ہو رہے ہیں

قیمت اجرا۔ ۵۰۔۹۹ روپے فی سینکڑہ  
یہ قرضہ صرف آج کے لئے جاری رہے گا



قیمت اجرا۔ ۵۰۔۹۹ روپے فی سینکڑہ  
۲۸ جولائی سے یکم اگست تک  
۹۹۔۶۰ روپے فی سینکڑہ ۳ اگست سے ۸ اگست تک  
بہاراں قیمت اجرا۔ ۱۰۔۱۰۰ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے برقی رہے گی۔  
یہ قرضہ آج کھل رہا ہے اور تا اطلاع ثانی جاری رہے گا۔



✱ درخواست کیساتھ رقم نقد، چیک یا ۲۴ سرکاری قرضہ ۱۹۶۴ کے تسکات کی صورت میں داخل کی جاسکتی ہے۔  
✱ قرضے کی درخواستیں ۱۰۰ روپے یا ۱۰۰ سے تقسیم ہونے والی رقم کے لئے ہونی چاہئیں  
✱ دونوں قرضوں پر منافع کی ادائیگی ہر ششماہی پر ۲۸ جولائی اور ۲۸ جنوری کو جوار کے گی، جس پر پانچ ٹیکس واجب الادا ہوگا

مندرجہ ذیل دفاتر ان قرضوں کے لئے درخواستیں مع رقومات وصول کریں گے:

✱ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے دفاتر کراچی، نیشنل بینک آف پاکستان کی وہ شاخیں جو سرکاری ✱ نزدہ سرکاری خلیفہ جہاں اسٹیٹ بینک آف  
لاہور، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، لاہور، خزانے کالا روڈ کراچی ہیں۔ ✱ پاکستان یا نیشنل بینک آف پاکستان کی شاخیں  
دھاکہ، چٹاگانگ، کلکتا اور بئوگرہ۔  
نہیں ہیں۔

وزارت معاشیات حکومت پاکستان

ہمدرد نسواں انھرائی گویں، دو امانت خدمت خلق جس بڑی ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس نہیں روپے

